© rasailojaraid.com

تذکرہ وتبصرہ

حافظ حسن مدنی

# 'ٹی وی اور تبلیغ اسلام'......ایک تبصرہ

محدث کے 'تصویر نمبر' کی اشاعت سے ایک ماہ قبل مؤقر معاصر جریدہ 'ساحل' کراچی میں 'ٹی وی اور تبلیغ اسلام' کے حوالے سے ٦ صفحات پر محیط چند خیال افروز نگارشات پیش کی گئیں۔ حال ہی میں ان اَفکار کو ایک مستقل مضمون کی صورت میں محدث میں اشاعت کے لئے ارسال کیا گیا۔ چونکہ مضمون کے مندرجات کافی اہم ہیں اس لئے اس پر تاثر وتبصرہ بھی ہمراہ پیش کیا جارہا ہے۔تبصرہ سے قبل اصل مضمون کا مطالعہ کرلینا مناسب ہوگا۔

زیر نظر مضمون میں ٹی وی کے بارے میں جو شبہات واعتراضات پیش کئے گئے ہیں، وہ کافی معقول اور وزنی ہیں اور اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ مغربی تہذیب کی اسی کرشمہ سازی کے سبب دینی علم کی صحت کا معیار دلیل و استدلال کی بجائے عوامی مقبولیت کو قرار دیا جانے لگا ہے۔ جبکہ دینی علم تو کجا، کسی بھی علم کے لئے یہ رویہ زہر قاتل سے کم نہیں کہ اس کا معیار عوام کی پسند وناپسند، قبول اور عدمِ قبول کو قرار دے لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس کی کسی بھی شاخ میں علم وتحقیق کے لئے یہ میزان نہ تو متعارف کرائی اور معتبر سمجھی جاتی ہے کہ عوام اس پیش کردہ نقطہ نظر کے حامی ہیں یا نہیں بلکہ اس سلسلے میں اُس علم کے ماہرین کی رائے ہی معتبر ہوتی ہے۔ مذہب کے ساتھ یہ رویہ مغرب کے 'نظریۂ عوامیت' کا شاخسانہ ہے!!

ایسا جانبدارانہ رویہ صرف دینی علم کے ہی حصے میں آیا ہے کہ ہر شخص نہ صرف اس میں اپنی رائے دینے میں آزاد سمجھا جاتا ہے بلکہ محض عوامی مقبولیت کی بنا پر وہ اپنی رائے کو منوانے پر بھی اِصرار کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ رویہ اسی وقت اختیار کیا جاتا ہے جب اس علم کے مصادر وماخذ اور ماہرین سے اعتبار واعتماد اُٹھ جائے اور ان کی بجائے ہر بات کی داخلی معقولیت میں ہی 'میزانِ حق' ڈھونڈی جانے لگی۔ آیا کیا دین اسلام اس بدظنی کا متحمل ہوسکتا ہے جس کی حفاظت وبیان کی ذمہ داری خود قرآنِ کریم میں ربّ ِ ذوالجلال نے اپنے ذمہ لی ہو؟ غرض گذشتہ پانچ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com


برس سے ٹی وی پر بچھی دینی بساط کا حاصل یہی ہے کہ ایسے لوگ اسلامی رہنما سمجھ لئے گئے ہیں، جن کا دینی علم کسی بھی مسلمہ معیار پر پورا نہیں اُترتا، نہ ہی وہ کسی دینی درسگاہ کے تعلیم یافتہ ہیں اور نہ ہی سند یافتہ! اور اس پر مستزاد ان کی وضع قطع جو ایک طرف خود ان کے دینی رویوں کی آئینہ دار ہے اور دوسری طرف ان کے پیش کردہ دین کا ایک عملی نقشہ بھی کھینچ دیتی ہے۔

مقالہ نگار کے اس استدلال میں بھی وزن ہے کہ ٹی وی کا ماحول بالکل مختلف ہے جبکہ دین کی تبلیغ کے تقاضے اس سے بالکل جداگانہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ آج ٹی وی پر دینی رہنمائی کا منصب سنبھال چکے ہیں، اُنہیں اُس منبر ومحراب میں درس اور خطبہ جمعہ وغیرہ دینے کی توفیق بھی خال خال میسر آتی ہے، جو اس دین کے رہبر ورہنما سید المرسلین ﷺ کی مسندِ علم وارشاد ہے۔ فاضل مضمون کے بہت سے استدلال چشم کشا حتی کہ عبرت آموز بھی ہیں، البتہ بعض اُصولی باتوں کی نشاندہی اور ان پر اپنے تاثرات کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے:

❁ فی زمانہ اجتماعیات کے میدان میں وہ تصورات ورجحانات بالکل ناپید ہیں جن کو شریعتِ مطہرہ نے متعارف کرایا ہے۔ یہ میدان سیاست کا ہو یا تعلیم وتعلّم کا، عدل وانصاف کا ہو یا معیشت ومعاشرت کا؛ ان کے اَساسات ومعمولات کا خلافِ اسلام ہونا کسی بھی گہری نظر والے صاحبِ علم سے مخفی نہیں ہے، لیکن اس وقت اُمہ کو درپیش اہم ترین مسئلہ جہاں یہ ہے کہ اُنہیں اسلام کے خالص نظریات سے متعارف رکھا جائے، ان کی تعلیم دی جائے؛ وہاں یہ بھی ہے کہ عالمی جبر وسامراج کے بل بوتے پر جاری وساری ان کفریہ نظام ہائے زندگی کے ساتھ عملی رویہ کیا اختیار کیا جائے؟ یہ بہت اہم اور عملی نوعیت کا سوال ہے، کیونکہ ان نظامہائے کفر کو جڑ سے اُکھاڑنے کی منزل بظاہر دور نظر آتی ہے۔

بالفاظِ دیگر کسی نظام کا مبنی بر غلط ہونا، ایک حقیقی، نظری اور علمی امر ہے، لیکن اس غلط نظام سے مسلمانوں کا سلوک وبرتاؤ ایک بالکل عملی مسئلہ ہے۔ جمہوریت کفر ہے اور وضعی قانون پر فیصلے بالکل ناممکن، یہ تو بجا...... لیکن عالمی وعلاقائی جبر کے بل بوتے پر جاری ان نظاموں سے مسلمان کیا رویہ اختیار کریں، دورِ زوال کی حکمتِ عملی کیا ہو کہ اسلام کا اصل جوہر واِمتیاز ہی نسیاً منسیا ہو کر نہ رہ جائے اور دوسری طرف لوگوں کے لئے زندگی گزارنا بھی ممکن رہے۔ یہ اس دور

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

کا اہم ترین سوال ہے !!

ہر دو نوعیت کے سوالوں کا مستقل طور پر جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ یہ اس دور کی بہت سے تحریکوں کا المیہ ہے کہ وہ ایک چیز کو غلط سمجھتے ہیں لیکن عملاً اس کو اس شدت سے قبول کر لیتے ہیں کہ اصل نظریہ ذہنوں سے محو ہو کر صرف کتابوں میں محفوظ رہ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں عملی سوال کے طور پر بہت سے مسائل کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً

جمہوریت اپنی متعدد اساسات کے اعتبار سے اسلام سے متصادم ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے واضح الفاظ میں کفر قرار دیا جاتا ہے۔لیکن اس کو ناگوار، ناجائز اور کفر تک خیال کرنے والے لوگ بھی اس سے سلوک وبرتاؤ کے مرحلے پر یہ قرار دیتے نظر آتے ہیں کہ دین کے دفاع اور اسلام کے تحفظ کے طور پر اسلام پسندوں کو حالات کے تقاضوں کے پیش نظر ووٹ دینا بلکہ انتخابی سیاست میں شریک ہونا گوارا کیا جائے۔ دیکھئے 'محدث' کا شمارہ فروری ۲۰۰۸ء

سودی بنکوں کے معمولات کی حرمت کے بارے میں اکثر مسلمانوں کو شبہ نہیں کہ وہاں ہر قسم کے اکاؤنٹ میں رکھی جانے والی رقم کسی نہ کسی طور سود میں ملوث کر لی جاتی ہے،لیکن ایسی سنگین صورتحال کے باوجود اس دور کے تقاضوں کو نبھانے کے لئے ہر دینی ادارہ بھی اپنے رواں کھاتے بنکوں میں رکھنے پر عمل کرتا دکھائی دیتا ہے۔

ایسی ہی صورتحال مسئلہ تصویر کے بارے میں بھی ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے ممتاز علما ہر قسم کی تصویر کو حرام قرار دیتے ہیں،لیکن اس کے باوجود حالات کے جبر کے تحت تبلیغ اسلام کے لئے اس کو گوارا قرار دینے پر مجبور دکھائی دیتے ہیں۔

غرض مسئلہ کی اُصولی حرمت وحلت اور فقہ الواقع کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے بارے میں جواز وگنجائش کا عملی موقف اختیار کرنا؛ دو مستقل سوال ہیں۔ اور ان سوالات میں ایسی واضح حد بندی اور نکھار کی ہر دم ضرورت رہتی ہے تاکہ ضرورت کسی وقت اصل کے درجے میں نہ پہنچ جائے۔ اصل مطلوب حل کی طرف پیش رفت بھی برقرار رہے،لیکن جاری نظام زندگی سے بھی مسلمان اس طرح لاتعلق اور منقطع نہ ہوجائے کہ اس کے لئے روزمرہ معمولات کو انجام دینا محال ہوجائے۔ اسی تصور کی بنا پر محدث کا زیر نظر شمارہ اسی نوعیت کی ایک کوشش ہے کہ تصویر کی

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

حرمت کو جانتے ہوئے تبلیغ اسلام کیلئے حالتِ اضطرار یا اخف الضررین کے تحت گوارا کیا جائے۔

❁ فاضل مقالہ نگار کا یہ اِستدلال اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ ٹی وی کے ذریعے تبلیغ اسلام کے تقاضے پورے کرنا اور اسے اس مقصد کے لئے موزوں سمجھنا بالکل سطحی اور عامیانہ رویہ ہے۔لیکن یہ شبہ واعتراض تو اس وقت صادق آتا ہے جب علماے کرام نے اپنے تئیں ٹی وی کا یہ مصرف قرار دے لیا ہو۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ علما چار دہائیوں سے ٹی وی کو منبع شر وفساد سمجھتے اور بیان کرتے آئے ہیں۔لیکن جب اس کی اثر انگیزی اور فتنہ پروری حد سے بڑھنے لگی، دین کے تصورات کو مسخ کیا اور کفر سے ملایا جانے لگا،قوم تبدیل ہونے لگی اور غلطی پر چلنے کی جو دلی خلش تھی، اس کو بھی نام نہاد ٹی وی سکالر مٹانے لگے،تب کمتر ضرر بلکہ مولانا اثری کے الفاظ میں 'ایمان کو بچانے کے لئے' علما کو اس بارے میں اپنے سابقہ رویے پر از سرنوغور کرنا ضروری ٹھہرا۔توجہ طلب امر یہ ہے کہ ہمارے زیر تبصرہ مضمون کا اپنا تمام رجحان بھی ٹی وی کے صریح خلاف ہے،لیکن حالات کے اس جبر کو وزن دیے بنا وہ بھی نہ رہ سکے اور اُنہیں بھی اپنے مضمون کے آخر میں یہ قرار دینا پڑا کہ

> ''ٹی وی کو تبلیغ دین کے لئے آئیڈیل ذریعے کے بجائے ایک اِضطراری حکمت ِعملی (strategy) کے طور پر قبول کرنا چاہئے اور وہ بھی اپنی شرائط کے ساتھ۔''

غالباً مضمون نگار نے اپنے تئیں یہ فرض کرلیا ہے کہ علماے کرام بڑی خوش دلی اور رغبت سے ٹی وی کو تبلیغ اسلام کا بہترین سٹیج سمجھ کراس پر جلوہ افروز ہونا چاہتے ہیں،جبکہ یہ تاثر درست نہیں ہے؛ مضمون نگار کی اس نکتہ کو نکھارنے کی کاوش قابل تحسین ہے۔ اگر کوئی 'محدث' کے تصویر نمبر سے یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ذریعے ہر قسم کے ٹی وی پروگراموں یا تصویر سازی کی اجازت کا موقف پیش کیا گیا ہے تو راقم کی نظر میں وہ غلطی پر ہے۔تصویر کے سلسلے میں بہترین موقف یہی ہے کہ اس کو اَخف الضررین یا مقاصدِ شریعہ کے فروغ کی حدتک گوارا کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علما کے جتنے بھی اقتباس پیش کئے گئے ہیں، وہ حکومتی جبر، غلبہ اسلام اور دین کو بچانے کے نقطہ نظر سے مخصوص ہیں۔

یاد رہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں ناگوار شے پر اِلزاماً عمل کرنے کی شرعی دلیل بھی موجود

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم کی سورۃ الشعراء کے آخر میں شاعری کی مذمت کرتے ہوئے ان کے پیروکاروں کو گمراہ، خود اُن کو حیران و پریشان اور اپنے قول و کردار سے غافل ذکر کیا گیا ہے۔ مگر اہل اسلام کے لئے جواباً اسی شاعری کو ہی نہ صرف گوارا کیا گیا ہے بلکہ ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کہہ کر ان کو براہِ راست مستثنیٰ کر دیا گیا اور نبی کریم ﷺ نے خود سیدنا حسانؓ بن ثابت کو ان کا جواب دینے کی تلقین کر کے ان کے حق میں روحِ قدس کی تائید کی دعائے خیر بھی فرمائی ہے۔

❁ فاضل مقالہ نگار کا یہ مضمون اس تصور کی تردید کے لئے لکھا گیا ہے کہ ٹی وی پر علما کے آنے اور تبلیغ اسلام کے لئے اس کو استعمال کرنے میں واحد شے مسئلہ تصویر ہے، جبکہ ان کے خیال میں درحقیقت ایسا نہیں۔ ان کا یہ موقف بالکل درست اور ان کی یہ وضاحت قابل قدر ہے۔ بلکہ 'محدث' میں اس پر مزید اضافہ کرتے ہوئے یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ

"ٹی وی سکرین جس طرزِ استدلال اور عاقلانہ معروضیت کی متقاضی ہے، ایمان وایقان میں ڈھلے اعتقادات ونظریات اس طرزِ بیان کے متحمل نہیں ہوسکتے۔"

مزید برآں ٹی وی پر انتظامی نزاکتوں، نشست وبرخاست، سوال وجواب، شرکا وحاضرین کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کے نام پر جس اِبلاغی فن کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، ان کو بھی پیش نظر رکھ کر ہی علمائے کرام کو کسی ٹی وی پروگرام میں شامل ہونا چاہئے۔

ایسے ہی راقم کا وہ اقتباس جس کی نشاندہی فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون کے آخر میں فرمائی ہے، اس امر کا مؤید ہے کہ ٹی وی پر تبلیغ اسلام کا مسئلہ اس قدر سیدھا سادا نہیں۔

ٹی وی پر اسلام کی تبلیغ وتشریح کے حوالے سے یہ امر بھی خاصا توجہ طلب ہے کہ چودہ صدیوں سے مسلم علما وفقہا دین کی تشریح وتعبیر میں جس احتیاط اور ذمہ داری کا اظہار کرتے آئے ہیں، ٹی وی پر آنے کے بعد ربِّ کریم کی مراد ومنشا کی ترجمانی جیسا حساس معاملہ ایک روزمرہ گپ شپ اور تبادلۂ افکار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ یہ اسی ٹی وی ماحول کا 'ثمرہ' ہے کہ علمائے کرام کے اِعزاز ووقار اور دین کے بارے میں ان کی رائے پر اعتماد واستناد کے رویے کو شدید ٹھیس پہنچی ہے اور ان کی رائے کو کسی عام شخص سے زیادہ وقعت حاصل نہیں رہی!!

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

❁ فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون میں متعدد دلائل وواقعات سے یہ ثابت کیا ہے کہ ٹی وی کا بنیادی نظم اور ڈھانچہ سرمایہ دارانہ نظام کا ایک اہم کل پرزہ ہے، جو اپنی اساس سے ہی تبلیغ اسلام کے متعدد تقاضوں سے متصادم ہے۔ ان کے اس استدلال کی بنیاد اس نظریہ پر ہے کہ ٹی وی ایک دکان ہے جو اشتہار بازی کے ذریعے اپنے اِخراجات عوام سے پورے کرنے کے لئے ان کو وہی شے فراہم کرتا ہے، جس کی وہ چاہت کریں۔

موصوف نے اس تصور کو بہت کھول کر بیان کیا ہے، اور یہ پیش نظر مسئلہ کا واقعتاً اہم ترین پہلو ہے، جس کی وضاحت اُنہوں نے احسن انداز میں پیش کرکے امر واقعہ کو مزید متوازن کردیا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے گذشتہ ماہ کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے، جس میں لاہور کے دو ممتاز ترین علما کے ATV پر بعض پروگرام ریکارڈ کئے گئے، لیکن چونکہ ان پروگراموں سے ٹی وی انتظامیہ کی نظر میں عوامی خواہشات کی ترجمانی ممکن نہیں تھی، یا ان سے ناظرین کو من پسند وخوش کن تاثر ملنے کی بجائے اپنے عمل کی اِصلاح پر متوجہ ہونا پڑتا تھا، اس لئے بغیر کوئی وجہ بتائے آئندہ اس سلسلے کو منقطع کرتے ہوئے یہ پروگرام مسترد کردیے گئے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ ٹی وی پر وہی پروگرام پیش کئے جاتے ہیں جو عوام میں اِباحیت، بے جا سہولت اور آسائش وتعیش کو فروغ دیں۔ کسی بھی ایسے عالم دین کا پروگرام جو لوگوں کو عمل کے لئے راغب کرتا، کوتاہی سے بچنے کی تلقین کرتا ہو، ان میں فکرمندی یا احساسِ ذمہ داری کو اُجاگر کرتا ہو، معاشرے میں چلتی روش کے خاتمے پر اُبھارتا ہو؛ ایسے پروگرام بلکہ ان کے داعی/مقررین بھی بلیک لسٹ کردیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر آج جن لوگوں کو ٹی وی کے مقبول سکالر ہونے کا 'اِعزاز' حاصل ہے، لیکن اگر وہ مغرب کی مادر پدر آزاد تہذیب کی وکالت یا اسلام سے اس کی توجیہ تلاش کرنے کی بجائے پردہ یا داڑھی جیسے مسلمہ اسلامی شعائر، موسیقی یا تصویر کی حرمت اور غیر مسلموں سے علیحدگی اور ان سے جہاد وغیرہ کی تلقین شروع کردیں تو چند ہی دنوں میں ان کی عوامی مقبولیت کا فسوں ختم ہوکر رہ جائے گا۔ دراصل ایسے مقررین کا یہ 'زورِ بیان' ہوا کے رخ پر اُڑنے والے تنکے کے مشابہ ہے، جو منہ زور تہذیب کے بل بوتے پر بہت تیزی سے پرواز کرتا دکھائی دیتا ہے جبکہ یہ اس تنکے کی اپنی پرواز نہیں ہوتی۔ دوسری طرف منہ زور ہوا کے راستے میں رکاوٹ بننے والا ایک تن آور درخت بھی ہوا کی

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

شدت کی وجہ سے جھکتا نظر آتا ہے۔ اہل نظر اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں!

بہرحال ہمارے ممدوح کا یہ موقف ایک مسلمہ امر ہے کہ ٹی وی اشتہارات کی ایک دکان ہے، جو عوامی میلانات کے بل بوتے پر مخصوص رجحانات کا اِبلاغ کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ کاروبار سمیٹ سکے۔ البتہ یہ اعتراض خالصتاً کمرشل چینلوں کے بارے میں تو درست ہے، لیکن ایسے ٹی وی چینل جو محض عوام کی بجائے حکومت یا کسی مخصوص مشن کے تحت خارجی اِخراجات پر چلتے ہوں، ان کے بارے میں اس اعتراض کی نوعیت قدرے کم ہوجائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جن علماے عرب نے ٹی وی چینلوں پر آنے کی اجازت دی ہے، ان کے پیش نظر دین پسند حکومت یا اسلامی مقاصد کے فروغ کیلئے کام کرنے والے چینل ہی رہے ہیں۔

البتہ ٹی وی کے ڈھانچے کو دیکھتے ہوئے یہ بات پھر بھی تسلیم کرنا ہوگی کہ ایسی صورت میں عوام تفریح اور من پسند شے کے حصول کے لئے اس کی بجائے دوسرے چینلوں پر ہی اپنا زیادہ وقت صرف کریں گے، اِلا یہ کہ ان کے پاس اس واحد چینل کے سوا کوئی اور اِمکان ہی موجود نہ ہو۔ جیسا کہ یہ صورتحال پی ٹی وی کو پیش آچکی ہے کہ ’جیو‘ کے ہمہ رنگ چینل متعارف ہوتے ہی پاکستان کے عوام نے پی ٹی وی کو چھوڑ کر اُسے اپنی دلچسپیوں کا مرکز بنالیا۔

❁ زیر تبصرہ مضمون میں ایک تصور یہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ تعلیم وتعلّم میں دو حواس بامقصد نہیں ہوا کرتے۔ راقم کی نظر میں مقالہ نگار کا یہ دعویٰ مثالیت پسندی کا ایک رجحان تو ہوسکتا ہے جیسا کہ محمد ﷺ کو وحی کے ساتھ نبی مجسم کے طور پر تزکیۂ نفس کے لئے مبعوث کیا گیا، لیکن اسے تعلیم وتعلّم کا لازمہ قرار دینا درست نہیں۔ چنانچہ بعض اوقات وحی کا تذکرہ، بیان کرنے والے پر وہ تاثیر نہیں چھوڑتا، جتنا اپنے سامع پر۔ حدیث ِنبوی بھی ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھے، جس نے میری حدیث کو آگے بیان کیا، بعض اوقات بیان کرنے والے سے سننے والا زیادہ فائدہ اُٹھالیتا ہے۔‘‘ اس لئے میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ موصوف کا یہ دعویٰ مثالیت وکمالیت پر مبنی رجحان تو ہے لیکن تعلیم کا اسی پر منحصر ہوجانا ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ اِبلاغ کا میدان تعلیم وتزکیہ سے مستقل وجود بھی رکھتا ہے اور دونوں کے تقاضے واَسالیب مختلف ہیں۔

© rasailojaraid.com

❁ زیر تبصرہ مضمون میں روایت پسندی کی بنا پر خانقاہی نظام یا تصوف کی طرف مائل جو بعض مثالیں پیش کی گئی ہیں، ان پر ہمارا تبصرہ یہ ہے کہ شرعی استدلال کا مرکز ومحور براہِ راست قرآن وسنت کو ہی ہونا چاہیے۔ محض تعاملِ اُمت کی بنا پر مسلمانوں میں مروّجہ روایات کو دین باور کرلینے کی بجائے اس تعامل وروایت کی میزان بھی قرآن وسنت کو ہی سمجھنا چاہیے۔

ان چند مخلصانہ گزارشات کے بعد اس امر کی نشاندہی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ٹی وی پر تبلیغ اسلام کے حوالے سے زیر تبصرہ مضمون اس اشتراکِ فکر کی نشاندہی کرتا ہے جس کی ترجمانی ’محدث‘ کے تصویر نمبر میں کی گئی ہے۔ یہ مضمون اس بحث کو مکمل ومتوازن کرنے کی ایک قابل قدر کاوش ہے کہ ٹی وی کو تبلیغ اسلام کے لئے موزوں اور مثالی پلیٹ فارم تو خیال نہ کیا جائے، البتہ مجبوری کے تحت اس پر تحفظِ اسلام کی کوشش کی شریعت کی نظر میں نہ صرف گنجائش بلکہ تلقین پائی جاتی ہے۔

جب کسی شے کا دوسرا رخ بھی نکھار کر پیش کردیا جائے تو ایسی صورت میں اس سے بچنے کا اِمکان مزید قوی ہوجاتا ہے، اور زیر تبصرہ مضمون کا اہم ترین فائدہ یہی ہے کہ ٹی وی پر آنے والے اہل علم ٹی وی کے حوالے سے ان تصورات کو اپنے سامنے تازہ رکھتے ہوئے اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور اس امر کے بارے میں بالکل واضح رہیں گے کہ ٹی وی کو تبلیغ اسلام کا اصل اور کافی وشافی مرکز بننے کی صلاحیت حاصل نہیں ہے اور یہ لاؤڈ سپیکر کی طرح محض ابلاغ کا آلہ نہیں ہے بلکہ موجودہ مادی تہذیب کا ایک اہم کل پرزہ ہے۔

اس مضمون کی اہمیت ان حالات میں دو چند ہوجاتی ہے جب ٹی وی پر ’عالم آن لائن‘ کے پروگرام کے اخباری اشتہار میں علماے کرام کو یہ تلقین وتہدید بھی پڑھنے کو ملے :

”جو عالم ہے، وہ ’عالم آن لائن‘ ہے۔ اور جو [یہاں] علم بیان نہیں کرتا، علماء کی نظر میں وہ خائن ہے۔“ (دیکھئے: روزنامہ ’جنگ‘ میں اشتہار ’عالم آن لائن‘)

مجاہد ناموسِ رسالتؐ **محمد اسمٰعیل قریشی** ایڈووکیٹ کی نئی انگریزی تصنیف شائع ہوگئی ہے!

**MUHAMMAD**: The Messenger of God
& Law of Blasphemy in Islam and the west

اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف شرانگیز لٹریچر کا مستند دلائل سے شافی جواب ◉ غیر جانبدارانہ تبصرے

www.KitaboSunnat.com